سلسلہ مطبوعات

19

اسلام میں سنت کا مقام

تالیف
فضیلۃ الشیخ الدکتور/ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ
عضو ہیئۃ کبار العلماء

ترجمہ
عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوۃ و توعیۃ الجالیات
الحائط/ سعودی عرب

انجمن اصلاح معاشرہ
بھدی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو (یوپی) انڈیا
Email: anjuman15@hotmall.com

اسلام میں سنت کا مقام

تالیف

فضیلۃ الشیخ الدکتور/ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

عضو هيئة كبار العلماء

ترجمہ

عبدالولی عبدالقوی

داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات

الحائط/سعودی عرب

انجمن اصلاح معاشرہ

بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

Email: anjuman15@hotmail.com

نام کتاب	:	اسلام میں سنت کا مقام
تالیف	:	دکتور/صالح بن فوزان الفوزان
ترجمہ	:	عبدالولی عبدالقوی
طابع وناشر	:	انجمن اصلاح معاشرہ
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۹
سلسلہ مطبوعات	:	۱۹

یہ کتاب مفت تقسیم کے لئے ہے،
لہذا اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

انجمن اصلاح معاشرہ
بندی کلاں، محمد آباد، ضلع مئو، یوپی، انڈیا

ANJUMAN ISLAH - E- MUASHARAH
Bandi Kalan, Mohammadabad
Distt: Mau (U.P) INDIA
Email: anjuman15@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ از مترجم

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور أنفسنا و من سیئات أعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و أشھد أن لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و أشھد أن محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و أصحابہ و من تبعھم بإحسان الی یوم الدین وسلم تسلیما کثیرا. أما بعد:

زیرِ نظر کتابچہ علامہ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ کی مایہ ناز تالیف ''مکانۃ السنۃ فی الإسلام'' کا اردو ترجمہ ہے، جس میں مؤلف رحمہ اللہ نے سنت کی اہمیت اور اس کی تشریعی حیثیت کو کتاب وسنت کے بین دلائل کی روشنی میں واضح کیا ہے، چوں کہ یہ کتابچہ اپنی جامعیت اور معنویت کے لحاظ سے غایت درجہ مفید ہے، اس لئے ناچیز نے اسے اردو زبان میں منتقل کیا ہے تاکہ اردو داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔

اس کتاب کی ترجمانی میں اسلوب انتہائی سہل اور آسان اختیار کیا گیا ہے تاکہ ہر

خاص وعام، کم پڑھے لکھے لوگ بھی بآسانی مستفید ہو سکیں اور سنت کے تشریعی مقام سے روشناش ہو سکیں۔

۞ سنت کی لغوی تعریف:

لغت میں ہر اچھے اور برے طریقہ کو سنت کہتے ہیں۔

اسی معنی میں ارشاد نبوی ہے:

”من سن فی الإسلام سنة حسنة فله اجرها و أجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء و من سن فی الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء“ (مسلم۲۳۹۸)

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو ایجاد کرنے والے کو اپنے اجر وثواب کے ساتھ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر وثواب سے بھی ملتا ہے البتہ عمل کرنے والوں کے اجر وثواب سے کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو ایجاد کرنے والے کو اپنے گناہ کے ساتھ عمل کرنے والوں کے گناہ سے بھی ملتا ہے البتہ عمل کرنے والوں کے گناہ سے کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

”لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر و ذراعا بذراع“

تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقہ کی ٹھیک ٹھیک پیروی کروگے۔

(بخاری۳۲۰۷، مسلم۲۶۹۵)

❁ سنت کی اصطلاحی تعریف:

محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب ہر قول، فعل، تقریر اور نبوت سے پہلے یا اس کے بعد کی تخلیقی یا اخلاقی کیفیت یا سیرت کو سنت کہتے ہیں۔

(قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث ۳۵-۳۸)

اس مفہوم میں بعض اہل علم کے نزدیک لفظ سنت لفظ حدیث کے مترادف ہے اور ہر ایک کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے:

محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہر قول، فعل، تقریر اور نبوت سے پہلے یا اس کے بعد کی تخلیقی یا اخلاقی کیفیت یا سیرت کو سنت کہتے ہیں۔

(فتاوی ابن تیمیہ ۱۸/ ۶-۱۰)

قول سے مراد امور شرعیہ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔

جیسے کہ آپ ﷺ کا فرمان: "انما الاعمال بالنیات و انما لکل امر ما نوی"

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے، جس کی اس نے نیت کی۔ (بخاری، مسلم)

نیز فرمان نبوی: "البیعان بالخیار ما لم یتفرقا"

خرید و فروخت کرنے والوں کو (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں۔ (بخاری ۲۰۷۹، مسلم ۳۹۳۷)

فعل سے مراد رسول اللہ ﷺ کی عبادات وغیرہ ہیں جن کی کیفیت، تعداد، مقدار اور وقت وغیرہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم تک نقل کیا ہے جیسے کہ آپ ﷺ کی نماز، حج، عمرہ، روزہ وغیرہ کا طریقہ۔

تقریر سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صادر ہونے والے وہ افعال ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے بطور رضامندی خاموشی اختیار کی یا اسے اچھا گردانا اور اس کی تائید کی۔

جس کی مثال مندرجہ ذیل روایت ہے:

قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز فجر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: صبح کی نماز دو رکعت ہے، تو اس آدمی نے کہا: میں نماز فجر سے پہلے کی دو رکعت سنتوں کو نہیں پڑھ پایا تھا، تو اب میں ان کو پڑھ رہا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ (صحیح ابوداؤد ا/ ۲۳۶)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بار ضب (سانڈا) کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے نہ کھایا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کا کھانا حرام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

”لا، و لکنه لیس بأرض قومی فأجدنی أعافه“

نہیں، لیکن چوں کہ یہ میرے قبیلہ (قریش) کی سرزمین مکہ مکرمہ میں نہیں ہوتا ہے اس لئے میری طبیعت اس کے کھانے کو ناپسند کرتی ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی جانب کھینچا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھایا۔

(بخاری ۵۳۹۱، مسلم ۵۱۴۶)

۞ سنت رسول کی اطاعت واجب ہے:

سنت رسول حجت ہے اوراس کی اطاعت واجب ہے، کیوں کہ دین اسلام کے اصل ماخذ دو ہی ہیں، ایک قرآن کریم، دوسرے رسول اللہ ﷺ کی سنت۔

اہل سنت والجماعت کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ سنت رسول کی ایک مستقل شرعی حیثیت ہے، اتباع سنت جزء ایمان ہے، سنت کے بغیر قرآنی احکامات و تعلیمات کی معرفت ممکن نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا اوراس کو مسلمانوں پرفرض قرار دیا ہے۔

چنانچہ ایک آیت کریمہ میں فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ (الحشر:۷)

''اور جو چیز رسول تمہیں عطا کریں وہ لے لواور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ''۔

ارشاد باری تعالی ہے:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً﴾ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالی کی اور فرماں برداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت

بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے''۔

چوں کہ رسول اللہ ﷺ خالص منشائے الٰہی ہی کا مظہر ہیں، اس لئے اللہ تعالی نے اپنے ساتھ رسول کے حکم کو بھی مستقل طور پر واجب الاطاعت قرار دیا اور فرمایا کہ رسول کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) ''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث بھی اسی طرح دین کا ماخذ ہے جس طرح قرآن کریم۔ (تفسیر احسن البیان ۱۱۲)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اللہ تعالی کے فرمان: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) [جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کی تشریعی حیثیت ومنزلت کی بابت فرما رہا ہے کہ جس نے اس کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی بلاشبہہ اس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی، یہ اس لئے کہ نبی ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہی کچھ فرماتے ہیں جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر ص ۳۴۵)

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَجِيبُواْ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ

تُحۡشَرُونَ﴾ (الانفال:۲۴)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو جب وہ تم کو ایسے کام کے لئے بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان رکھو کہ اللہ تعالی آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے''۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوبَكُمۡ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (آل عمران:۳۱)

''کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''یہ آیت کریمہ ہر اس شخص کے بارے میں فیصل ہے جو اللہ کی محبت کا دعویدار ہو لیکن محمد ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر نہ ہو، تو وہ اپنے دعوی محبت میں جھوٹا ہے، یہاں تک کہ محمد ﷺ کے دین وطریقہ کی اپنے تمام تر اقوال و افعال میں پیروی کرے۔'' (تفسیر ابن کثیر طبعہ دارالسلام ص ۲۳۶)

الشیخ علی محفوظ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ سبحانہ وتعالی نے رسول ﷺ کی اتباع کو اپنی محبت کی نشانی قرار دیا ہے، چنانچہ جو شخص رسول ﷺ کی اتباع نہ کرے اور اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کرے تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالی کی نافرمانی ہے۔''

(الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۵)

ارشاد نبوی ہے:

”لا یومن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وو لده و الناس أجمعین“

”کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام تر لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں“۔

(بخاری/ الایمان ۱۵، مسلم/ الایمان ۴۴)

امام خطابی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”اس کا معنی یہ ہے کہ تم میری محبت میں سچے نہیں ہوسکتے ہو یہاں تک کہ میری اطاعت میں اپنی جان کھپادو اور میری رضا کو اپنی خواہشات پر ترجیح دو گرچہ اس میں تم ہلاک کیوں نہ ہوجاؤ۔“ (شرح النووی علی صحیح مسلم ج۱/ ۱۹)

ارشاد باری تعالی ہے:﴿فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتَّیَ یُحَکِّمُوکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُواْ فِیْ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُواْ تَسْلِیْماً﴾ (النساء:۶۵)

سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں، ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

نیز فرمان الہی ہے:﴿وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً مُّبِيناً﴾ (الاحزاب:۳۶)

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اللہ ورسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یادرکھو) اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا''۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من أطاعني فقد أطاع الله و من يعصني فقد عصى الله و من يطع الأمير فقد أطاعني و من يعص الأمير فقد عصاني ''

جس نے میری اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی دراصل اس نے اللہ کی نافرمانی کی، جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ (بخاری/۲۹۵۶، مسلم/۱۸۳۵)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک انتہائی بلیغ وعظ فرمایا جس سے دل ہل گئے، آنکھیں اشکبار ہوگئیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، لہذا آپ ہمیں وصیت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''أوصيكم بتقوى الله و السمع و الطاعة و ان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء

الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ و اياكم و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة"

میں تمھیں اللہ کے تقوی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں، گرچہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر کیوں نہ ہو، کیوں کہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو اور اسے دانتوں سے خوب اچھی طرح جکڑ لو اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ بدعتوں سے بچاؤ، کیوں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ابوداؤد/ السنۃ ۴۶۰۷، ترمذی ۲۶۷۶، مسند احمد ۴/ ۱۲۶، مستدرک حاکم ۱/ ۱۷۶ ح ۳۳۲، شعب الایمان ۶/ ۶۷ ح ۷۵۱۶، (صحیح) دیکھئے: مشکاۃ المصابیح ۱/ ۳۶ ح ۱۶۵، صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۱۲۳، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۶/ ۲۳۸)

امام ابن رجب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں اس بات کا حکم ہے کہ اختلاف وافتراق کے وقت نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا جائے، اور سنت اس راستہ کو کہا جاتا ہے جس پر چلا جائے اور یہ حکم عقائد، اعمال اور اقوال سب میں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کے طریقہ کو مضبوطی سے تھام لینے پر مشتمل ہے اور یہی کامل سنت ہے۔" (جامع العلوم والحکم ص ۳۱۵)

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ألا ! هـل عسـى رجـل يبـلـغـه الحديث عني وهو متكي على أريكته فيـقـول: بيـنـنـا بيـنـكم كتاب الله فما وجدنا فيه حلالا استحللناه و ما وجدنا فيه حراما حرمناه و ان ما حرم رسول الله كما حرم الله "

خبردار! قریب ہے کہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے کسی شخص کو میری طرف سے کوئی حدیث پہنچے تو وہ کہے : ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب (ہی فیصل) ہے، لہذا جو اس میں ہم نے حلال پایا اس کو ہم نے حلال جانا اور اس میں جو ہم نے حرام پایا اس کو حرام گردانا، یاد رکھو جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے۔

(ترمذی/ العلم ۲۶۶۴، ابن ماجہ مقدمہ (۱۲) دارمی ۱/۱۵۳ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الجامع ۲۶۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله و سنتى"

میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب، دوسرے میری سنت، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔

(مؤطا مالک/ القدر، مستدرک حاکم ۱/۱۷۲، (حسن عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: مشکاۃ المصابیح ۱/۴۰ ح ۱۸۶)

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ سنت

نبویہ کی ایک مستقل تشریعی حیثیت ہے، اس کی اتباع ہر مسلمان پر فرض ہے، سنت رسول کے بغیر اسلامی عبادات واحکام کی معرفت ممکن نہیں ہے، قرآن کریم کی طرح سنت نبویہ بھی شرعی دلیل اور حجت ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کوئی بھی مسلمان دو عظیم بنیادی چیزوں کے بغیر ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾[الفاتحہ:۵] کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا ہے، ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور دوسرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے اپنی عبادات کو خالص کرنا۔''

(مدارج السالکین ج۱/۸۳)

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''توحید دو ہیں ان دونوں پر عمل کئے بغیر بندہ مسلم کو اللہ کے عذاب سے نجات نہیں ہے ایک تو مرسل (اللہ) کو ایک قرار دینا، دوسرے رسول ﷺ کی پیروی کو ایک گردانا، نہ تو ہم دوسروں کے پاس اپنے فیصلوں کو لے کر جائیں اور نہ ہی دوسروں کے فیصلوں سے راضی ہوں۔''

(شرح العقیدۃ الطحاویہ ص۱۸۸)

جملہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار رسول اللہ ﷺ کی پیروی پر ہے:

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد"

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود، غیر قابل قبول ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بندہ مسلم کے اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر تولے جائیں گے اگر آپ ﷺ کے اقوال و افعال سے میل کھائے تب تو عنداللہ مقبول ہونگے ورنہ اس کے کہنے اور کرنے والے ہی پر واپس لوٹا دیئے جائیں گے''

(تفسیر ابن کثیر ۶/۹۰ طبعہ دار طیبۃ)

امام ابن رجب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''جس طرح ہر وہ عمل جس سے اللہ کی رضا و خوشنودی مطلوب نہ ہو، اس کے کرنے والے کے لئے اس میں کوئی ثواب نہیں ہے، اسی طرح ہر وہ عمل جو اللہ و رسول کے حکم کے خلاف ہو تو وہ عمل کرنے والے پر لوٹا دیا جاتا ہے۔''

(جامع العلوم والحکم ۷۷)

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اپنے دل کو سنت پر جما لو، جس کام سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رک گئے اس سے تم بھی رک جاؤ، سلف صالحین کی راہ کے راہی بنو کیوں کہ تمہارے لئے بس وہی کام کافی ہیں جو ان کے لئے کافی تھے وہی باتیں کہو جو انھوں نے کہیں اور وہ مت کہو جو انھوں نے نہیں کہیں، اگر کوئی کام بھلائی کا ہوتا تو اسلاف کو چھوڑ کر صرف تمھیں اس کے ساتھ خاص نہیں کیا جاتا''۔ (اعلام المؤقعین ۴/۱۵۲)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لوگوں کا اتفاق ہے کہ جب سنت رسول واضح ہو جائے تو کسی کے قول کی وجہ

سے اسے چھوڑنا جائز نہیں ہے''۔ (الروح لابن القیم ص ۲۶۴)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''کوئی ایسا کام جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہو میں نے اس پر ضرور عمل کیا، کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں سنت رسول پر عمل نہ کروں تو کہیں گمراہی کا شکار نہ ہو جاؤں''۔ (بخاری ۱۱/ ۱۸۸ مسلم ۱۲/ ۲۱)

ابن بطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو سنت رسول کی خلاف ورزی کی صورت میں اپنے اوپر گمراہی کا ڈر محسوس کرتے ہیں، تو اس دور کے لوگوں کے تعلق سے کیا کہا جا سکتا ہے جو نبی، ان کے حکموں اور سنتوں کا مذاق اڑاتے اور ان کی مخالفت پر فخر کرتے ہیں''۔ (الابانہ ۱/ ۲۴۶)

سنت رسول کی اتباع دخول جنت کا سبب ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کل أمتی یدخلون الجنة الا من أبی قالوا : یا رسول الله و من یأبی؟ قال من أطاعنی دخل الجنة و من عصانی فقد أبی"

''میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہو جائے گا سوائے اس شخص کے جو انکار کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے نبی ﷺ کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اسی نے جنت میں جانے سے انکار کیا''۔

(بخاری/الاعتصام ۷۲۸۰)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سنت کو مضبوطی سے پکڑنا باعث نجات ہے۔''

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ لللا لکائی ۱/۵۶/۱۵، أحادیث فی ذم الکلام وأہلہ ۵/۶۵)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سنت کشتی نوح ہے، جو اس پر سوار ہو گیا بچ نکلا اور جو نہ سوار ہوا ہلاک ہو گیا''۔

(ذم الکلام وأہلہ ۵/۸۱)

بلکہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو چھوڑ کر غیروں کے طریقہ کو اپنانے والا خود کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قد تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدى الا هالك"

میں تمہیں ایک روشن راستہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح روشن ہے، میرے بعد اس سے وہی شخص انحراف کرے گا جو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہوگا۔

(صحیح ابن ماجہ ج۱/۱۳/ح۴۱، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۲/۶۱۰ ح ۹۳۷)

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا:

"فمن رغب عن سنتى فليس منى"

جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

(بخاری/النکاح ۵۰۶۳، مسلم/النکاح ۱۴۰۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑ دیا اور دوسروں کا طریقہ اپنایا تو وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔'' (فتح الباری ج۹/ ۷)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سنت کے مقام اور اس کی تشریعی حیثیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز اس کتابچہ کے مؤلف، مترجم اور جملہ معاونین کو اجر جزیل سے نوازے۔ آمین

و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آله و صحبه أجمعين

طالب دعا: عبدالولی عبدالقوی

بندی کلاں، ضلع: مئو، یوپی، انڈیا

داعی مکتب دعوۃ وتوعیۃ الجالیات

الحائط (فدک)/سعودی عرب

waliazami@gmail.com

۱۳/ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

مطابق: ۱۴/فروری ۲۰۱۴م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على نبينا محمد خاتم النبيين القائل : [ألا وإنى أوتيت القرآن و مثله معه] أما بعد:

رسولوں کی رسالت پر ایک عرصہ گزر جانے اور (صحیح اسلامی) راستوں کے مٹ جانے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور روشن چراغ بنا کر مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ نے اس دین کے ذریعہ گمراہوں کو راہ دکھلایا اور اسے واضح طور پر پہنچا دیا، یہاں تک کہ اپنی امت کو ایک روشن شاہراہ پر چھوڑا جس کی رات دن کی طرح (روشن) ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إنى تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعدى كتاب الله و سنتى"

میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے، گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب قرآن کریم، دوسرے میری سنت۔

(مؤطا امام مالک ۲/ ۸۹۹ ح ۱۵۹۴)

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" فإنه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ و

إياكم و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة"

تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو اور اسے دانتوں سے خوب اچھی طرح جکڑ لو اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ بدعتوں سے بچاؤ، کیوں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ابوداؤد ۴/ ۲۰ ح ۴۶۰۷، ترمذی ۵/ ۴۴ ح ۲۶۷۶، ابن ماجہ ۱/ ۱۵ مسند احمد ۴/ ۱۲۶)

آج کی اس مبارک مجلس میں ہماری گفتگو ان شاء اللہ سنت نبویہ اور اسلام میں اس کے مقام و مرتبہ سے متعلق ہوگی۔

لغت میں سنت طریقہ کو کہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ﴾ (فاطر: ۴۳)

یعنی کیا وہ اس طریقہ اور عادت کے منتظر ہیں جس کے مطابق رسولوں کو جھٹلانے والوں کے بارے میں اللہ کا حکم جاری ہوا، لہذا رسولوں کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ انھیں سزا دے اور عذاب دے کر ان کی گرفت فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لتتبعن سنن من كان قبلكم"

تم اپنے سے پہلی امتوں کے طریقہ کی پیروی کرو گے۔

(بخاری ۳/ ۱۲۷۴ ح ۳۲۶۹، مسلم ۴/ ۲۰۵۴ ح ۲۶۶۹)

معلوم ہوا کہ لغت میں سنت سے مراد طریقہ ہے۔

بہر حال علماء شریعت محدثین، اہل اصول اور فقہاء کی اصطلاح میں سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ سے ثابت قول وفعل اور تقریر ہے، بعض علماء نے قول وفعل اور تقریر کے ساتھ صفت کا اضافہ کیا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی تخلیقی یا اخلاقی کیفیت یا سیرت کو بھی سنت کہتے ہیں) چنانچہ مذکورہ امور میں سے جو چیز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو وہ سنت رسول ہے۔

رہا مسئلہ اسلام میں سنت کی اہمیت اور اس کی قدر و منزلت کا، تو اس کا مقام و مرتبہ انتہائی عظیم ہے، کیوں کہ سنت نبوی قرآن کریم کے بعد دوسرے درجہ میں ہے، قرآن کریم دین کی پہلی اصل ہے جس کو اللہ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر ہدایت اور بیان کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔

دوسری اصل سنت نبوی ہے، اور ان دونوں کے بعد جو بھی اصولی دلائل ہیں انھیں دونوں کی جانب لوٹتے ہیں، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی بابت وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

”إنی تارك فيكم ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعدی كتاب الله و سنتی“

میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے، گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب قرآن کریم، دوسرے میری سنت۔

(مؤطا امام مالک ۲/ ۸۹۹ ح ۱۵۹۴)

کیوں کہ سنت نبوی اللہ عز وجل کی جانب سے وحی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ [النجم:۳-۴]

آپ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں بولتے ہیں بلکہ جو کچھ بولتے ہیں وہ سراپا وحی ہوتی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

چنانچہ سنت اللہ کی جانب سے وحی ہے، جس کی وحی اللہ نے اپنے رسول محمد ﷺ کی جانب کی اور آپ ﷺ نے اسے لوگوں تک پہنچادیا خواہ اس میں کسی کام کا حکم ہو یا ممانعت ہو۔

سنت قرآن کریم کی وضاحت کرتی ہے، چنانچہ اس کے مجمل کی وضاحت، عام کی تخصیص اور مطلق کو مقید کرتی ہے، کبھی اس کے کسی حکم کو منسوخ قرار دیتی اور کبھی زائد احکام لاتی جو قرآن کریم میں نہ ہوتے۔

یہاں پر سنت کی اہمیت کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ وہ قرآن کریم کی تفسیر اور اس کی وضاحت کرنے والی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ [النحل:۴۴]

یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کردیں۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے وضاحت کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کو سونپی اور یہ بیان و وضاحت وہی سنت ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ [ابراہیم:۴]

ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تاکہ ان کے سامنے وضاحت سے

بیان کردے۔

چنانچہ اس امت میں رسول آئے تاکہ قرآن کریم کو امت کے لئے واضح کر کے بیان کر دیں، اس بیان کی مثال یہ ہے کہ اللہ نے قرآن کریم میں نماز کا حکم دیا، لیکن پنجوقتہ نمازیں فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے رکعتوں کی تعداد بیان نہ کی، بلکہ مجملا نماز کا حکم دیا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ﴾ (العنکبوت:۴۵)

نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (البینۃ:۵)

انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اور نماز قائم کریں۔

اس مفہوم کی آیات بہت زیادہ ہیں۔

اسی طرح اللہ نے نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور ان کے اوقات کا اجمالا ذکر کیا، لیکن بالتفصیل اس کی وضاحت نہ کی۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوداً﴾ (الاسراء:۷۸)

نماز قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لیکر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن

پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت قرآن کا پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔(یعنی اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں)

نیز فرمان الٰہی: ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ(17)وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ (الروم:۱۷-۱۸)

پس اللہ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو، تمام تعریفوں کے لائق آسمان وزمین میں صرف وہی ہے، تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو)

مذکورہ آیات میں اوقات نماز کا اجمالی ذکر ہے اور اس اجمال کی وضاحت نبی ﷺ کی سنت سے ہوتی ہے، آپ ﷺ نے صحابہ کو نمازیں پڑھائیں اور فرمایا:

"صلوا کما رأیتمونی أصلی" [بخاری۱/۲۲۶ح۶۰۵]

اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس عملی نمونہ سے نماز کی رکعتوں کو بیان فرمادیا، لہذا ہم رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں نماز ظہر (حضر میں) چار رکعت اور سفر میں قصر کے ساتھ دو رکعت، عصر (حضر میں) چار رکعت اور سفر میں قصر کے ساتھ دو رکعت، مغرب حضر وسفر میں بلا قصر تین رکعت، عشاء حضر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور فجر حضر وسفر میں دو رکعت پڑھیں۔

رہا مسئلہ اوقات نماز کا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو واضح فرمادیا، آپ ﷺ نے ظہر،

عصر، مغرب، عشاء اور فجر ہر ایک کو اپنے اپنے وقت پر پڑھی، جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے رسول اللہ ﷺ کو تمام نمازیں ایک روز اول وقت میں اور دوسرے روز آخر وقت میں پڑھائیں، پھر فرمایا:

"الوقت بین ھذین الوقتین" [ابوداؤد ا/ ۱۰۷ ح ۳۹۳، ترمذی ا/ ۲۷۸ ح ۱۴۹]

نماز کا وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے نماز کی تعداد، وقت اور طریقہ سب کچھ بیان فرمادیا، اگر ہم صرف قرآن کریم پر اکتفا کرتے، تو نماز کی فرضیت سے تو آشنا ہو سکتے تھے لیکن نماز کی کیفیت اور اوقات وغیرہ کی معرفت سنت کے بغیر ممکن نہ تھی، معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عملاً وقولاً ان امور کے وضاحت کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کو سونپی۔

اسی وجہ سے جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس خوارج منکرین سنت کی ایک جماعت آئی اور سنت کے حجت ہونے کے وجوب کے بارے میں آپ سے بحث کرنے لگی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ عزوجل نے ہمیں قرآن کریم میں نماز کا حکم دیا ہے، پس ہم نماز کیسے پڑھیں؟ (قرآن کریم سے ایک دلیل سہی پیش کرو جس سے کیفیت نماز کا پتہ چلے) یہ سن کر منکرین سنت ہکا بکا رہ گئے اور کوئی دلیل پیش نہ کر سکے، اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے انھیں حجیت سنت کے وجوب کا پابند بنایا۔

نماز ہی کی طرح اللہ نے ہمیں قرآن کریم میں زکاۃ کا حکم دیا ہے، سنت کے بغیر ان اموال کی معرفت ممکن نہیں ہے جن میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ زکاۃ ہر مال میں نہیں بلکہ نمو پذیر اموال سونا، چاندی، غلات، پھل،

پالتو چوپائے اور سامان تجارت میں زکاۃ ہے، نیز آپ ﷺ نے زکاۃ میں لی جانے والی مقدار کا بھی ذکر فرمایا کہ غلات، پھل اور زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں میں دسواں یا بیسواں حصہ بطور زکاۃ ہے اگر جائداد بارش کے پانی سے ہوئی ہو تو دسواں حصہ اور اگر اپنے خرچ ٹیوب ویل وغیرہ سے ہوئی ہو، تو بیسواں حصہ زکاۃ میں فرض ہوتا ہے۔

سونے اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاۃ میں فرض ہوتا ہے۔

بکری میں ہر چالیس بکری میں ایک بکری بطور زکاۃ فرض ہوتی ہے، اسی طرح اس کا باقی نصاب۔

نیز ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری، دس میں دو، پندرہ میں تین، بیس میں چار، پچیس میں بنت مخاض اور چھتیس میں بنت لبون، اسی طرح باقی نصاب زکاۃ میں واجب ہونے والے اونٹوں کی عمروں کے ساتھ۔

اگر سنت نبوی نہ ہوتی تو ہم طریقہ زکاۃ سے واقف نہ ہوتے گرچہ قرآن کریم سے ہمیں اس کی فرضیت کا علم ہو جاتا، سنت نے واضح کیا کہ کون سے مال ہیں جن میں زکاۃ ہے اور پھر مال زکاۃ کی مقدار کیا ہے، کتنے وقت پر زکاۃ واجب ہے، زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں کے علاوہ میں زکاۃ کے واجب ہونے کے لئے سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں میں زکاۃ ان کے تیار ہونے پر فرض ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (الانعام:۱۴۱)
(زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں) کا حق (زکاۃ) ان کے کٹائی کے دن

دے دو۔

اسی طرح اللہ عز وجل نے ہمیں ماہ رمضان کے روزوں کا حکم دیا ہے، جو ارکان اسلام میں سے ایک ہے، لیکن اللہ نے روزے کے حدود، مفسدات اور ان امور کا ذکر نہیں فرمایا ہے جن سے ایک روزہ دار کو بچنا چاہئے، ان تمام امور کی تفصیل سنت نبویہ میں وارد ہوئی ہے۔

اسی طرح خانہ کعبہ کا حج، اللہ تعالی نے اس کی فرضیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (آل عمران:۹۷)

اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج فرض کر دیا ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ سے حج بیت اللہ کے وجوب کا تو پتہ چلا لیکن وقت و کیفیت کی واقفیت نہ ملی اس کی مکمل وضاحت رسول اللہ ﷺ نے کی، جب آپ نے لوگوں کے ساتھ آخری حج کیا، اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"خذوا عني مناسككم" [مسلم۲/۳۴۹ح۱۲۹۷]

تم مجھ سے اپنے اعمال حج سیکھ لو۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اعمال حج کو ایک ایک کر کے بیان کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے سیکھنے کا حکم دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے طریقہ حج کا مشاہدہ کیا اور ہمارے لئے اسے روایت کیا۔

اسی طرح اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں چور کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا، چنانچہ

فرمایا:﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ [المائدة:۳۸]
چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔
لیکن چور کا ہاتھ کاٹنے کے لئے کچھ شرائط ہیں جو قرآن کریم میں مذکور نہیں ہیں، اس مسئلہ کو سنت نبویہ نے بیان کیا کہ چور کا ہاتھ اس صورت میں کاٹا جائے گا جب کہ وہ چوتھائی دینار یا تین درہم یا اس کے مساوی قیمت کا سامان چوری کرے، نیز قرآن کریم نے بیان نہیں کیا کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا اس بات کو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا کہ چور کا دایاں ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا۔
یہاں پر ہمارا مقصد گن گن کر رسول اللہ ﷺ کی ان سنتوں کا سراغ لگانا نہیں ہے جن سے قرآن کریم کی وضاحت ہوتی ہے بلکہ ہم نے یہاں پر بطور مثال چند کا ذکر کر دیا ہے ورنہ سنت نبوی کا قرآن کریم کی وضاحت کرنا اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔
اللہ عزوجل نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا اور یہ بتلا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔
ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰)
جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
اطاعت رسول کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہر سنت کو مانا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔
جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:
﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ (الحشر:۷)

اور جو چیز رسول تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں جو کچھ بھی اوامر ونواہی اور شرعی قوانین دیں، ہم اسے لے لیں اور جس سے روک دیں، اس سے باز آجائیں۔

اللہ عز جل نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم مختلف طریقوں سے دیا ہے، چنانچہ کبھی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالی کی اور فرماں برداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔

نیز فرمایا: ﴿قُلْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ﴾ [آل عمران:۳۲]

اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجئے تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

مذکورہ آیات میں اللہ عز وجل نے رسول للہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اور کبھی اللہ عز وجل صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا ذکر کرتا ہے۔

چنانچہ فرمایا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّهَ﴾ (النساء:۸۰)

جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

نیز فرمان الٰہی :﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[النور:٥٦]

نماز قائم کرو، زکاۃ دو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تمہارے اوپر رحم کیا جائے۔

نیز فرمایا:﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾[النساء:٦٤]

ہم نے ہر ایک رسول کو صرف اسی لئے بھیجا کہ اللہ تعالی کے حکم سے اس کی فرمان برداری کی جائے۔

اسی طرح اختلاف کے وقت اللہ عزوجل نے ہمیں اختلافات کو فیصلہ کے لئے کتاب وسنت کی جانب لوٹانے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾[النساء:٥٩]

"اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالی کی اور فرماں برداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے"۔

اللہ کی جانب لوٹانے کا مطلب اللہ کی کتاب قرآن کریم کی جانب لوٹانا ہے اور

رسول اللہ ﷺ کی جانب لوٹانے سے مراد آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کی شخصیت کی جانب اور انتقال کے بعد آپ کی سنتوں کی جانب لوٹانا ہے۔

(اپنے مختلف فیہ معاملات کو) کتاب وسنت کی جانب لوٹانے کا حکم مطلقا قیامت تک کے لئے ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس دار فانی سے رحلت فرما جانے کے بعد آپ کی جانب اپنے فیصلوں کے لوٹانے سے مراد آپ کی سنتوں کی جانب لوٹانا ہے یہیں سے یہ بات بھی آشکاراں ہوجاتی ہے کہ جب لوگ کسی معاملہ میں اختلاف کے شکار ہوں خواہ وہ دینی کسی عبادت کا معاملہ ہو یا آدمیوں کے حقوق کا، تو سنت یہی اختلاف کے فیصلہ کا سرچشمہ ہے، چنانچہ جملہ مسائل اور اختلافات میں فیصل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔

معلوم ہوا کہ سنت قرآن کریم کے ہم پلہ اور شریعت اسلامیہ کی ایک اصل ہے جس سے مسلمانوں کو کسی بھی دور اور کسی بھی حالت میں بے نیازی نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سنت رسول کی مخالفت کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی دی ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر:۷)

اور جو چیز رسول تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کا حکم دیا

ہے اور جن سے روکا ہے ان میں سے کسی بھی سنت کی خلاف ورزی کرنے والا عذاب الٰہی کی زد میں ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ﴾[القصص:۵۰]

پھر اگر یہ آپ کی باتیں نہ مانیں، تو یقین کرلیں کہ یہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کررہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کلکم يدخل الجنة الا من أبى، فقالوا: يا رسول الله و من يأبى؟ قال من أطاعنى دخل الجنة و من عصانى فقد أبى" (بخاری۶/۲۶۵۵ح۶۸۵۱)

''میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہو جائے گا سوائے اس شخص کے جو انکار کرے، صحابہ کرام نے پوچھا اے نبی ﷺ کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اسی نے جنت میں جانے سے انکار کیا''۔

چنانچہ جو رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتا اور سنت رسول کی خلاف ورزی کرتا ہے، اسی نے جنت میں جانے سے انکار کیا ہے، اسے عذاب جہنم کی دھمکی ہے۔

اللہ عزوجل نے ایک آیت کریمہ میں فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور:۶۳]

سنو! جولوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

آیت کریمہ میں سخت دھمکی ہے کہ حکم رسول سے سرتابی کرنے والا دوسزا میں سے کسی ایک سے دوچار ہوگا۔

پہلی سزا: دل کا فتنہ سے دوچار ہو جانا:

حکم رسول سے سرتابی کرنے والے کا دل فتنہ کا شکار ہو جائے جس کے نتیجہ میں وہ حق سے منحرف اور ایمان کے بعد کفر کا مرتکب ہو جائے اور انحراف و گمراہی سے اس کا دل فساد کا شکار ہو جائے، پھر اسے حق کی ہدایت نصیب نہ ہو، کیوں کہ اس نے حکم رسول سے سرتابی کی ہے۔

یہ پہلی سزا دوسری سزا سے سخت ہے۔

دوسری سزا: دردناک عذاب:

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے)

پہلا عذاب دنیا میں ہوگا کہ حکم رسول کی مخالفت کرنے والے قتل یا بیماریوں سے دوچار ہوں گے یا ہلاکت کے شکار ہوں گے جو حکم رسول سے سرتابی کرنے والوں پر آن پڑتی ہیں۔

دوسرا عذاب آخرت میں ہوگا۔

جان بوجھ کر حکم رسول سے سرتابی کرنے والوں کے لئے (مذکورہ) دونوں سزاؤں

سے چھٹکارا نہیں ہے یعنی دل کے فتنہ کے شکار ہونے کی سزا (اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے) اور بدن یا مال میں سزا یا تو موت و ہلاکت کے ذریعہ یا جانوں اور مالوں کے ضیاع کے ذریعہ۔

حکم رسول سے سرتابی کرنے والے کے لئے یہ سخت ترین وعید ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً﴾ (الاحزاب:۳۶)

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اللہ و رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مومن کا حال بیان فرمایا ہے کہ اللہ و رسول کا واجبی حکم آجانے کے بعد اسے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا ہے، بلکہ اس پر ضروری ہوتا ہے کہ پوری خوشی اور دل کی رضامندی سے اس حکم کو قبول کرلے، اس لئے کہ اللہ و رسول کا حکم سراپا ہدایت اور بھلائی ہے، چنانچہ اگر یہ سوچ کر اسے عملی جامہ نہ پہنائے کہ اس کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے تو وہ کھلی ہوئی گمراہی کا شکار ہوگیا۔

گمراہی ہدایت کی ضد ہے، یہاں پر ضلال کی صفت مبین لائی گئی ہے یعنی حکم رسول سے سرتابی کرنے والا کھلی گمراہی میں پڑ گیا کیوں کہ اس نے صحیح راستہ یعنی اللہ و رسول کے حکم کی مخالفت کی ہے اور اللہ و رسول کے حکم کی مخالفت گمراہی کا راستہ ہے۔

مندرجہ ذیل حدیث اللہ ورسول کے حکم سے سرتابی کی سزا واضح کرتی ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھارہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو انھیں دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا، انھوں نے دروغ گوئی کرتے ہوئے جوابا کہا: میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا حالانکہ وہ دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت رکھتے تھے لیکن ازراہ تکبر سنت کو تسلیم نہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا کرتے ہوئے فرمایا:

"لا استطعت" تم اس کی طاقت نہ رکھو۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ جملہ کہنا تھا کہ ان کا ہاتھ خشک ہوگیا پھر وہ اسے اپنے منہ تک کبھی بھی نہ اٹھا سکے۔ (مسلم ۳/ ۱۵۹۹ح ۲۰۲۱)

یہ فوری سزا تھی جو انھیں ملی۔ اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

مذکورہ واقعہ دلیل ہے کہ ازراہ تکبر سنت رسول کی خلاف ورزی کرنے والا سزا کی زد میں ہے۔ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

اس کی برخلاف وہ حدیث کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، تو فرمایا:

"یعمد أحدکم الی جمرة من نار فیضعها فی یده"

تم میں کا کوئی شخص آگ کا انگارہ لیتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ سے انگوٹھی لیکر زمین پر پھینک دی۔

جب رسول اللہ ﷺ اپنی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور انگوٹھی ویسے ہی زمین پر پھینکی ہوئی تھی تو حاضرین نے انگوٹھی والے سے کہا: اپنی انگوٹھی لے لو اس سے فائدہ

اٹھانا۔

اس بندہ مومن نے کہا: ''اللہ کی قسم میں اسے ہرگز نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے۔'' (مسلم۳/۱۶۵۵ح ۲۰۹۰)

حکم رسول کی بجاآوری میں دونوں آدمیوں کے درمیان فرق ملاحظہ کریں، پہلا شخص از راہ تکبر کہتا ہے میں داہنے ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور دوسرا شخص کہتا ہے قسم بخدا میں انگوٹھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے، یہی ایمان ہے اور یہی حکم کی بجاوری ہے۔

ہم ایک دوسری مثال ذکر کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح سنت نبوی کی تعمیل کرتے تھے، مسلمان ہجرت کے شروع مرحلہ میں حکم الہی کے مطابق بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے، پھر اللہ عزوجل نے انھیں کعبہ مشرفہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا، چنانچہ فرمایا:

﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ [البقرۃ:۱۴۴]

لہذا آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

چنانچہ مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی جانب پھیر دیا گیا اور مسلمان حکم الہی کے مطابق خانہ کعبہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنے لگے، جب کہ پہلے حکم الہی ہی کے مطابق بیت المقدس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ [بقرۃ:۱۴۲]

اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ مشرق ومغرب کا مالک اللہ تعالی ہی ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ کی راہ نمائی کردے۔

کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تحویل قبلہ کے حکم سے لاعلمی کی وجہ سے نماز عصر بیت المقدس کی جانب رخ کرکے پڑھ رہے تھے، اتنے میں ایک صحابی رسول آئے اورانھوں نے خبر دی کہ قبلہ اب خانہ کعبہ کی جانب تبدیل کردیا گیا ہے، چنانچہ لوگ دوران نماز ہی بلا کسی چوں چرا اور بغیر کچھ پوچھے ہوئے خانہ کعبہ کی جانب گھوم گئے۔

یہی ایمان ہے، ایک مومن کے سامنے جب ثابت ہوجائے کہ یہ اللہ ورسول کا حکم ہے تو وہ اس کی فرماں برداری کرتا ہے، ایک مسلمان پر یہی واجب ہے کہ بلا چوں چرا حکم کی بجا آوری کرے۔

اور جن کے دلوں میں بیماری یا نفاق ہے اللہ جل وعلا نے ان کا حال ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا﴾ [بقرة:۱۴۲]

عنقریب نادان لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس سے انھیں کس چیز نے ہٹایا۔

چنانچہ اہل نفاق بجا آوری کی طرف پیش قدمی نہیں کرتے بلکہ طرح طرح کے سوالات اور اعتراضات کرتے ہیں، اس کے برخلاف اہل ایمان بلا کسی اعتراض کے حکم برداری کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے دلوں میں سنت نبویہ کے مقام، اس پر عمل اور اس سے رضامندی کے یہ چند نمونے تھے جو آپ کے سامنے ذکر کئے گئے، کیوں کہ سنت اسلام کے

اصولی دلائل میں سے دوسری اصل ہے، مسلمان اس کی تعظیم وتوقیر اور احترام کرتے ہیں، یہ ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے جو اپنے من اور طبیعت سے کوئی بات نہیں بولتے تھے نیز اس کی بجا آوری میں خیر و برکت اور امت کے لئے بھلائی ہے۔

ایک زمانہ گزر جانے کے بعد بھی مسلمانوں کے دلوں میں سنت کا ایک مقام ہے، وہ اس کی تعظیم وتوقیر کرتے اور اسے عملی جامہ پہناتے ہیں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ابھی ابھی گوش گداز کر رہے ہوں، اس لئے کہ احادیث انھیں صحیح طریقہ سے پہنچیں، لہذا ان میں یا ان کے معانی میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے، چنانچہ مومن ان پر عمل کرتا اور انھیں اپنے اور دوسروں پر فٹ کرتا ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”نضر الله امرأ سمع منا حديثا فبلغه كما سمع رب مبلغ أوعى له من سامع“ [ترمذی ۵/۳۴ ح ۲۶۵۷]

اللہ اس شخص کو تر وتازہ رکھے جو ہم سے کوئی حدیث سنے اور اسے اسی طرح پہنچا دے جس طرح سنا ہو اس لئے کہ بہت سے پہنچائے گئے لوگ سننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ حدیث میں ترغیب دی کہ قیامت کے قائم ہونے تک آپ ﷺ کی سنتوں کی تبلیغ واشاعت کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب میدان عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر عظیم خطبہ دیا تو

فرمایا:"لیبلغ الشاهد منکم الغائب فرب مبلغ أوعی له من سامع"

یہاں پر موجود لوگ غیر موجودین کو میری بات پہنچا دیں، کیوں کہ بہت سے پہنچائے گئے لوگ سننے والے سے زیادہ محفوظ کھنے والے ہوتے ہیں۔

[بخاری ۱/ ۳۷ ح ۶۷، مسلم ۳/ ۱۳۰۵ ح ۱۶۷۹]

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ حاضرین امت میں سے غائب لوگوں کو میری بات پہنچا دیں، اسی وجہ سے مسلمانوں کے یہاں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں، ان کے سیکھنے اور یاد کرنے کا ایک عظیم اہتمام تھا جو ساری امتوں سے فائق تھا، کیوں کہ ہمیں کوئی ایسی امت نہیں ملتی ہے جس نے اپنے نبی و رسول کے آثار کا اس طرح اہتمام کیا ہو جس طرح امت محمدیہ نے کیا ہے، چنانچہ وہ سنتوں کو زبانی یاد کرتے اور نسلا بعد نسل ایک دوسرے تک پہنچاتے، نیز پختگی کے ساتھ محفوظ رکھنے کے لئے احادیث لکھتے بھی تھے، چنانچہ وہ اسے سینوں میں محفوظ کرتے تھے اور لکھ کر سطروں میں بھی محفوظ کرتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی زمانہ میں احادیث کے لکھنے سے منع کر دیا گیا تھا۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من کتب عنی شیئا فلیمحه" [مسلم ۴/ ۲۲۹۸ ح ۳۰۰۴]

جس نے مجھ سے کچھ لکھا ہو اسے مٹا دے۔

تاکہ حدیث قرآن کریم کے ساتھ مخلوط نہ ہو۔

عہد نبوی میں احادیث کے لکھنے کی ممانعت اس لئے تھی کہ کوئی اسے قرآن کریم سے نہ سمجھ لے، آپ ﷺ نے بعض صحابہ کو لکھنے کی اجازت دی تھی جیسے کہ عبداللہ بن عمرو بن

عاص رضی اللہ عنہ، وہ رسول اللہ ﷺ سے جو احادیث سنتے اسے لکھ لیتے، اسی وجہ سے ان کی روایات بہت زیادہ ہیں، لیکن اس زمانہ میں مسلمان لکھنے سے زیادہ یاد کرنے کا اہتمام کرتے تھے، چنانچہ وہ سنت کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے، پڑھتے پڑھاتے اور ایک دوسرے تک پہنچاتے بلکہ بعض نے تو درازی مسافت کے باوجود کسی صحابی کے پاس ایک حدیث کی خاطر حجاز سے مصر کا سفر کیا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حدیث رسول کا غایت درجہ اہتمام اور اس کی عزت وتوقیر کرتے تھے۔

پھر خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور خلافت میں احادیث کی تالیف کا سلسلہ شروع ہوا اور ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ صحاح، مسانید، جوامع اور معاجم کی تالیف عمل میں آئی، اس طرح اللہ کے فضل سے دواوین سنت معرض وجود میں آئے جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں آج موجود ہیں۔

حفاظ امت کی اس عظیم کوشش کے نتیجہ میں اللہ نے سنت نبویہ کو کمی وزیادتی اور وضاعین وکذابین سے محفوظ رکھا، انھوں نے اس بارے میں ایسی عظیم کتابیں تالیف کیں جو مسلمانوں کے علاوہ کسی اور قوم کے پاس نہیں ہیں، حفاظ امت نے قبول روایت کے لئے دقیق قواعد وضع کئے اور روایت میں کذابین، وضاعین، ضعفاء اور متروکین کے احوال بیان کئے۔

سنت کی یہ حفاظت قرآن کریم کی حفاظت کے قبیل سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر:٩]

ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

چنانچہ جس طرح اللہ نے قرآن کریم کی ہر کمی و زیادتی سے حفاظت فرمائی اسی طرح سنت رسول کی اس کے راویوں کے ذریعہ حفاظت فرمائی، کیوں کہ سنت سے قرآن کریم کی وضاحت ہوتی ہے، امت کے ساتھ اللہ کی یہ رحمت ہے کہ اس کے دونوں عظیم مصادر کتاب وسنت کو (ہر کمی وزیادتی سے) محفوظ رکھا۔

ہمارے اوپر ضروری ہے کہ اس گمراہ کن جماعت سے بچیں جس کا شر اس زمانہ میں منظر عام پر ہے کہ وہ سنت رسول کی بابت لوگوں کو شک میں مبتلا کرتی اور مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ہمارے لئے صرف قرآن کریم کافی ہے، سنت کی ضرورت نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالی: ﴿مَا فَرَّطْنَا فِيْ الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ﴾ [الانعام:۳۸]

ہم نے کتاب (قرآن کریم) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی (جسے اجمالا یا تفصیلا بیان نہ کیا ہو)

نیز ارشاد باری تعالی: ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ [النحل:۸۹]

ہم نے آپ پر ایسی کتاب اتاری ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔

نیز ان کے اپنے خیال کے مطابق سنت غیر متواتر، آحاد طرُق سے مروی ہے اور راویوں سے غلطی اور جھوٹ کا بھی خدشہ ہے، اس کے برعکس قرآن کریم قابل اعتماد ہے، لہذا قابل اعتماد، قطعیت ویقین کے ساتھ ثابت چیز کو لے لیں اور مشکوک چیز کو چھوڑ دیں۔

یہ ان کی باتیں ہیں۔ اللہ انھیں ذلیل ورسوا کرے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنی ان گندی چالوں سے شریعت کا خاتمہ چاہتے ہیں، وہ لوگوں سے ڈائرکٹ یہ نہیں کہہ سکتے کہ

شریعت چھوڑ دو، اسلام چھوڑ دو، بلکہ وہ گندے شیطانی طریقہ سے آ کر کہتے ہیں کہ صرف قرآن کریم پر عمل کرو یہ تمھیں سنت کی جانب سے کفایت کرے گا، کیوں کہ انھیں معلوم ہے کہ اگر سنت معطل کر دی گئی - اللہ ایسا نہ کرے - تو قرآن اور ساتھ میں پوری شریعت معطل ہو جائے گی، کیوں کہ سنت سے قرآن کریم کی وضاحت ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے جانا، چنانچہ اگر ان کی بات مان کر ہم نے سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا - اللہ ایسا نہ کرے - تو ہم نماز کیسے پڑھیں گے، روزہ کیسے رکھیں گے، زکاۃ کیسے ادا کریں گے، حج کیسے کریں گے، معاملات وغیرہ میں حلال کو حرام سے کیسے پہچانیں گے، جن سے نکاح حرام ہے وہ کیسے جانیں گے ان تمام کی معرفت سنت کے بغیر ممکن نہیں ہے، اس طرح پوری شریعت اسلامیہ معطل ہو جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ایسے لوگوں کے بارے میں خبر دی تھی اور ان کا پردہ فاش کیا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "یوشك رجل شبعان متكی علی أریكته یبلغه الحدیث عنی فیقول: بیننا و بینكم كتاب الله ما أحله أحللناه و ما حرمه حرمناه قال علیه الصلاۃ و السلام : ألا و إنی أوتیت الكتاب و مثله معه"

قریب ہے کہ کوئی آسودہ شخص اپنے گاؤ تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوا ہو، اسے میری کوئی حدیث پہنچے تو وہ کہے ہمارے اور تمہارے بیچ اللہ کی کتاب ہے، اس نے ہمارے لئے جو چیز حلال کی اسے حلال جانا، جو حرام کی اسے حرام جانا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! مجھے قرآن کریم اور اس کے ساتھ اسی جیسی چیز (سنت) دی گئی ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے کہ جس بات کی آپ ﷺ نے خبر دی وہ وقوع پذیر ہوگئی۔

نیز مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس گروہ سے ڈرایا اور واضح کردیا کہ آپ ﷺ کو قرآن کریم اور سنت دی گئی اور یہ دونوں اللہ کی جانب سے ہیں۔

جیسا کہ اللہ جل وعلا نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ [النجم ۳-۴]

آپ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں آپ جو کچھ بولتے ہیں وہ تو سراپا وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

رہا مسئلہ ان کے اس قول کا کہ قرآن کریم تواتر سے منقول، یقینی طور پر ثابت ہے اور سنت آحاد راویوں سے مروی ہے اور اس میں خلل کا اندیشہ ہے، لہذا سنت قرآن کی طرح نہیں ہے، تو یہ ایک باطل قول اور بے بنیاد دلیل ہے کیوں کہ سنت یوں ہی بلا مقصد نہیں آئی ہے اور نہ ہی ادیبوں اور خرافیوں وغیرہ کے قصوں کی طرح ہے بلکہ اس کی روایت کے لئے طرق اور قواعد ہیں اور ایسے افراد ہیں جو عہد نبوی سے لے کر آج تک بلکہ جب تک اللہ چاہے اس کی حفاظت کرتے رہیں گے، چنانچہ سنت حفظ الٰہی سے محفوظ ہے لہذا کسی کے لئے اس میں کھیل کود کی گنجائش نہیں ہے۔

جیسا کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ حفاظ حدیث نے ہر جھوٹے اور ضعیف راوی کی حالت اور ساتھ ہی ان ثقہ راویوں کی حالت کو بھی بیان کیا جن کی روایتوں پر کسی طرح کا وہم گھس آیا، یا کوئی ایسی چیز واقع ہوئی جو ان کی روایت کے ضعف کا سبب

ہو جیسے کہ تدلیس یا خلط ملط کرنے والے رواۃ۔

چنانچہ سنت مسلمانوں کے دلوں میں اس قدر باعظمت ہے کہ یہ دور کی بات ہے کہ ناپاک ہاتھ، دروغ گو، گڑھنے والے لوگ اس پر حملہ آور ہوسکیں، اللہ کے فضل سے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا اسی طرح آج تک ثقہ رواۃ ایک دوسرے سے نقل کررہے ہیں اور اس وقت تو جملہ احادیث دواوین سنت میں محفوظ ہیں، لہذا سنت رسول میں شک وشبہہ پیدا کرنے والوں اور مکاروں کے شبہات کا خاتمہ ہوجائے گا اور سنت رسول ہر طرح کی خرابی یا شک سے محفوظ صحیح ثابت باقی رہے گی، یہ اللہ سبحانہ وتعالی کا اپنے بندوں پر فضل واحسان ہے۔

سنت رسول میں طعنہ زنی کرنے والا اور اس بات کا اعتقاد رکھنے والا کہ سنت پر عمل جائز نہیں ہے بلکہ عمل صرف قرآن کریم پر کیا جائے گا کافر ہے، کیوں کہ اس نے شریعت کی دو اصلوں میں سے دوسری اصل سنت رسول کا انکار کردیا ہے، گویا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ رسول کی اطاعت نہ کرو بلکہ صرف اللہ کی اطاعت کرو، جبکہ اس نے اللہ کی بھی اطاعت نہ کی اس لئے کہ اللہ ہی نے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، چنانچہ اس طرح اس نے نہ تو اللہ کی اطاعت کی اور نہ رسول ﷺ کی۔

اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر:۷)

اور جو چیز رسول تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے۔

اللہ عزوجل نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى (3)إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ [النجم۳-۴]

آپ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں آپ جو کچھ بولتے ہیں وہ تو سراپا وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

دور حاضر میں ایک اور جماعت ظہور پذیر ہوئی ہے جو علم کے دعوے کرتی ہے، انھوں نے علماء سے علم نہیں سیکھا بلکہ کچھ کتابیں پڑھ لی ہیں، اب وہ احادیث کی تخریج کرتے ،بعض کو صحیح اور بعض کو ضعیف قرار دیتے ہیں، اس طرح وہ سنت کے ساتھ کھیل کود کررہے ہیں کیوں کہ ان کے پاس حدیث اوراس کے اصول کا کوئی علمی ذخیرہ نہیں ہے، یہ لوگ سنت کے تعلق سے پہلی جماعت (منکرین حدیث جن کا ذکرگزرا) سے زیادہ خطرناک ہیں، کیوں کہ پہلی جماعت کی جہالت تو عیاں ہے، لیکن دوسری جماعت علم ومعرفت کا لبادہ اوڑھے ہوئی ہے۔پس اللہ تعالی کی مدد کے بغیر ہدایت کے حصول کی قوت وطاقت نہیں۔

ہم اللہ عزوجل سے سوال کرتے ہیں کہ ہرایک کوعلم نافع اورعمل صالح کی توفیق سے نوازے، ہمارے دلوں میں بھلائی ڈال دے، ہمیں حق کوحق سمجھنے اوراس کی اتباع کی توفیق دےاور باطل کو باطل سمجھنےاوراس سے اجتناب کی توفیق دے، بیشک وہ اللہ ہر چیز پرقادر ہےاوراللہ ہمارے نبی محمد ﷺ پر دوردوسلام نازل فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

مترجم کی دیگر مطبوعات

کتب:

۱	حقیت توحید	تالیف
۲	حقیقت شرک	تالیف
۳	نماز نبوی	تالیف
۴	طہارت کے احکام ومسائل	تالیف
۵	حیض ونفاس کے احکام ومسائل	تالیف
۶	مسلمانان برصغیر ہندوپاک کے یہاں ناجائز برکت طلبیوں کے مظاہر اوران کی بابت اسلام کا موقف	تالیف
۷	نماز باجماعت کے لئے مسجد جانے کے احکام وآداب	تالیف
۸	شروطِ نماز، ارکان، واجبات، مسنونات، مبطلات اورمکروہات	تالیف
۹	ملکہء عفاف ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ	تالیف
۱۰	مسلمانان برصغیر ہندوپاک کے یہاں شرک اکبر کے مظاہر اوران کی بابت اسلام کا موقف	تالیف

۱۱	وضو، غسل اور تیمّم کے احکام ومسائل	تالیف
۱۲	روزہ کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۱۳	حصن التوحید	ترجمہ
۱۴	سود گناہ اور نقصانات	ترجمہ
۱۵	اسلام میں حرام اشیاء وامور	ترجمہ
۱۶	اسلام میں سنت کا مقام (للالبانی رحمہ اللہ)	ترجمہ
۱۷	اسلام میں سنت کا مقام (للشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ)	ترجمہ
۱۸	غیر مسلموں کی مشابہت اور اسلامی ہدایات	ترجمہ
۱۹	بدعات سے اجتناب	ترجمہ
۲۰	مبادئ الاسلام	ترجمہ
۲۱	جائز وناجائز تبرکات کتاب وسنت کی روشنی میں	ترجمہ
۲۲	توحید اور صاف ستھرے سلفی عقیدہ کی وضاحت	ترجمہ
۲۳	الدرر الحسان فی مواعظ شہر رمضان (عربی)	تالیف
۲۴	اذان واقامت کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۲۵	مسائل جنازہ پر ایک تحقیقی نظر کتاب وسنت کی روشنی میں	تالیف
۲۶	مسنون نفل نمازیں فضائل، مسائل اور احکام	تالیف
۲۷	احکام حیض ونفاس	ترجمہ

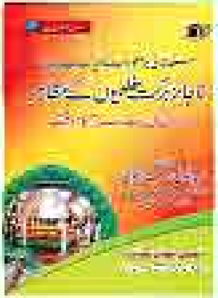
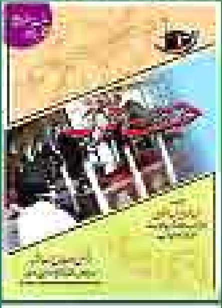
فولڈرس:

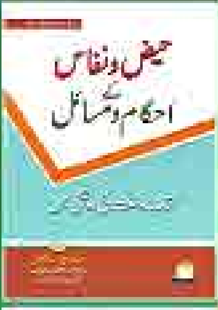
۱	فضائل توحید	اِعداد
۲	شرک کی تباہ کاریاں	اِعداد
۳	وسیلہ کی شرعی حیثیت	اِعداد
۴	تعظیم نماز	اِعداد
۵	حج وعمرہ سے غفلت کیوں؟	اِعداد
۶	اسلام سے خارج کردینے والے امور	اِعداد
۷	مسلمان عورت کا پردہ	اِعداد
۸	ہم زکاۃ کیسے نکالیں؟	اِعداد
۹	زنا کی سنگینی اوراس کے مہلک نتائج	اِعداد
۱۰	نمازی کے لئے ۱۵ سے زائد خوشخبریاں	اِعداد
۱۱	جشن میلاد النبی شریعت کے ترازو میں	اِعداد
۱۲	منتخب اذکار مسنونہ	اِعداد
۱۳	فرض نمازوں کے بعد کے اذکار مسنونہ	اِعداد
۱۴	سب سے بڑا گناہ	اِعداد
۱۵	عمرہ کا مسنون طریقہ	اِعداد
۱۶	زیارت مدینہ منورہ فضائل، احکام وآداب	اِعداد

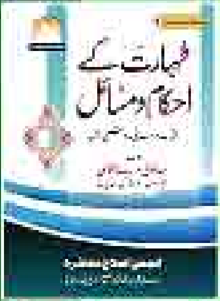
مذکورہ بالا کتب وفولڈرس کے لئے مندرجہ ذیل ایمیل پر رابطہ کریں:

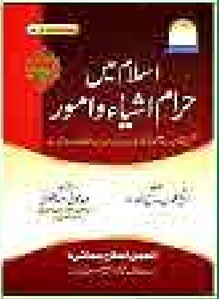
waliazami@gmail.com

انجمن اصلاح معاشرہ کی اہم مطبوعات








انجمن اصلاح معاشرہ

ANJUMAN ISLAH-E-MOASHIRA

Bandi Kalan, Mohammadabad, Distt. Mau (U.P.) India

Email: anjuman15@hotmail.com